خریداری نمبر 6567
سید بہاول شاہ

تَأْمُرُوْنَ بِالْمَعْرُوْفِ وَتَنْهَوْنَ عَنِ الْمُنْكَرِ
آل عمران

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماہنامہ
ربوہ

انصار اللہ

ایڈیٹر
غلام باری سیف

تبوک ۱۳۶۳ ہش
ستمبر ۱۹۸۴ء

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

تَاۡمُرُوۡنَ بِالۡمَعۡرُوۡفِ وَتَنۡھَوۡنَ عَنِ الۡمُنۡکَرِ

مجلس انصار اللہ مرکزیہ کا ترجمان

ماھنامہ

انصار اللہ

ربوہ

تبوک ۱۳۶۳ ہش — ستمبر ۱۹۸۴ء

ایڈیٹر

غلام باری سیف

مدیرانِ اعزازی

ملک صلاح الدین صاحب بھارت ٭ مبارک احمد صاحب ساقی لندن

کمال یوسف صاحب سیکنڈے نیویا

پبلشر :- چوہدری محمد ابراہیم

پرنٹر :- سیّد عبدالحی ٭ کتابت :- حمید الدین

مطبع :- ضیاء الاسلام پریس ربوہ

مقام اشاعت :- دفتر ماہنامہ انصار اللہ دار الصدر جنوبی ربوہ

فہرست

شرحِ چندہ

پاکستان	—	بیس (۲۰) روپے سالانہ
امریکہ، کینیڈا، جزائر فجی	بذریعہ ہوائی ڈاک :-	پندرہ (۱۵) ڈالر سالانہ
	بحری ڈاک :-	آٹھ (۸) ڈالر سالانہ
دیگر ممالک	بذریعہ ہوائی ڈاک :-	چھ (۶) پونڈ سالانہ
	بحری ڈاک :-	تین (۳) پونڈ سالانہ

قیمت فی پرچہ :- دو (۲) روپے

جلد ۲۵　　ماہنامہ　انصار اللہ　ربوہ　　شمارہ ۹

یَا صَرِیْخَ الْمَکْرُوْبِیْنَ وَیَا مُجِیْبَ الْمُضْطَرِّیْنَ

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ ابی واُمّی کی سیرت کا مطالعہ کریں تو یہی نظر آتا ہے کہ ہر مشکل وقت میں حبیب کبریا صلی اللہ علیہ وسلم نے اُسی خالقِ کائنات کا دروازہ کھٹکھٹایا۔ کبھی رات کی تاریکی میں محبوب بیوی کے گھر کے صحن میں ہمیں سجدہ ریز نظر آتے ہیں تو کبھی خانہ کعبہ کے سایہ میں جب پُشت پر گند سے بھری بھاری بچہ دانی لاکر رکھ دی خدا سے ہی فریاد کناں دکھائی دیتے ہیں۔ بدر کے میدان میں جو کچھ ہوُا وہ بھی اُس فانی فی اللہ کی دعاؤں کا نتیجہ تھا۔ اور مسلمانوں کا ضعف جب عمرؓ کے اسلام پر طاقت سے بدلا تو وہ بھی آمنہ کے لال کی دعاؤں کا ہی نتیجہ تھا۔ ابوہریرہؓ کی والدہ اور دوس قبیلہ بھی آپؐ کی دعاؤں کے نتیجہ میں مشرف بہ اسلام ہوُا۔

عرب کی جو کایا پلٹی وہ آپؐ کی اندھیری راتوں کی مناجات کا ہی نتیجہ تھا۔ خدا کے برگزیدہ رسولؐ کبھی رات کو جنّت البقیع میں خدا سے محوِ راز و نیاز نظر آتے ہیں تو کبھی اُحد کے شہداء کی قبروں پر دعا کرتے نظر آتے ہیں۔

الغرض خدا والوں کا واحد اور موثر ہتھیار دعا ہی ہے بشرطیکہ بندے کی کیفیت مُضطر کی ہو جس طرح بچّہ ماں کی طرف لپکتا ہے وہ خدا کو اپنا واحد سہارا سمجھ کر اُس کی درگاہ میں ہاتھ پھیلائے۔

خدا قادر ہے، قدیر ہے، مقتدر ہے۔ وہ ہر چیز پر قادر ہے۔ حقیقی طاقت اُسی کو حاصل ہے اور بندے کو کوئی طاقت نہیں۔ اسے کوئی قدرت حاصل نہیں۔ جب وہ اپنی بے بسی کا اظہار اُس خالق و مالک کے سامنے کرتا ہے تو اُسے اپنے بندے کی بے بسی پر رحم آتا ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں:-

مَا مِنْ اَحَدٍ یَدْعُوْ بِدُعَاءٍ اِلَّا اٰتَاہُ اللّٰہُ مَا سَأَلَ اَوْ کَفَّ عَنْہُ مِنَ السُّوْءِ مِثْلَہٗ مَا لَمْ یَدْعُ بِاِثْمٍ اَوْ قَطِیْعَۃِ رَحِمٍ۔ (ترمذی ابواب الدعوات)

کوئی شخص جو خدا سے دُعا کرتا ہے خدا سے جو مانگتا اُسے دیتا ہے یا اُس قدر اُس کی مصیبت یا تکلیف ہٹا دیتا ہے۔ ہاں جب وہ کوئی گناہ یا رشتہ داری کو قطع کرنے کی دُعا کرتا ہے خدا وہ قبول نہیں کرتا جیسے کہ کوئی بہن بھائیوں، ماں باپ کی تباہی کی دعا کرنے لگ جائے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا یہ بھی ارشاد ہے کہ

اَفْضَلُ الدُّعَاءِ اَلْحَمْدُ لِلّٰہِ

کہ سب سے افضل دُعا خدا کا شُکر ہے

اِس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ بندے کو خدا کی رضاء پر راضی رہنا چاہیئے۔ ہر حالت میں اُس کا شُکر ادا کرنا چاہیئے۔ اگر کسی کو خیال گذرے کہ ابتلاء اور مصائب میں خدا کی تحمید کے کیا معنے تو واضح رہے کہ قرآن و حدیث کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ ابتلاء اور آزمائش مومن کو خدا کا قُرب عطا کرتے ہیں یہ انعامِ خداوندی کا مقدّمہ ہوتے ہیں۔ یہ مومن کی بہتری کے لئے آتے ہیں۔ ہاں خدا سے عفو و عافیت ضرور طلب کرتا رہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی دعا ہے

اَللّٰھُمَّ اِنِّیْ اَسْئَلُکَ الْعَفْوَ وَالْمُعَافَاۃَ فِی الدُّنْیَا وَالْاٰخِرَۃِ

دُنیا اور آخرت میں خدا سے عفو اور عافیت طلب کرو

لیکن یہ بھی حدیث ہے کہ اگر ایسے حالات آجائیں تو خدا کی تقدیر پر راضی رہتے ہوئے اُس سے سکینت طلب کریں۔

سیّدنا حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ احمدیہ فرماتے ہیں پہلے جو کچھ ہوُا تھا دعا سے ہوُا تھا اب بھی جو کچھ ہوگا دعا سے ہوگا ... نے اپنے گھر میں جب بیت الدعا بنوایا تو یہی وجہ بیان کی کہ ہم نے خدا کا پیغام پہنچانے کا ہر طریق اختیار کیا اب ہم اپنے خدا کے حضور اس کے نتائج کی کامیابی کے لئے ہاتھ بلند کرتے ہیں۔

پس خدا دعاؤں کو سُنتا ہے لیکن غافل دل سے دعا نہ ہو، رسمی دعا نہ ہو۔ اِس طرح دعا کہ جیسے ذبح ہوُا جانور تڑپتا ہے۔ جیسے بچّہ ماں کی ماَمتا موجود نہ ہونے کے لئے بِلکتا ہے کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے

اَمَّنْ یُّجِیْبُ الْمُضْطَرَّ اِذَا دَعَاہُ وَیَکْشِفُ السُّوْٓءَ (النمل: ۶۲)

دعا مُضطر کی قبول ہوتی ہے۔ اللہ کا واسطہ دے کر دعا کیجئے جیسے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فداہ

نفسی ونفوس العالمین نے احزاب کے موقع پر، بدر کے موقع پر دعا کی۔ سجدوں میں گریہ وزاری کیجئے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے :۔

اِبْکُوْا فَاِنْ لَّمْ تَبْکُوْا فَتَبَاکُوْا (ابن ماجہ باب الحزن والبکاء)

کہ خدا کے حضور روؤ، گریہ وزاری کرو، اگر رونا نہیں آتا تو رونے کی کوشش کرو۔

پس دعاؤں میں گریہ وزاری کرو تا خدا کی تقدیر زمین پر آجائے اور نیک تغیر کرو کہ حضرت اقدس فرماتے ہیں خدا کا خارق عادت سلوک اُس وقت ہوتا ہے جب خارق عادت تبدیلی انسان اپنے اندر پیدا کرتا ہے۔

حکمت و دانائی کی باتیں

لغت میں حکمت کے معنے عدل، علم، حلم، فلسفہ، وہ کلام جو حق کے موافق ہو، درست اور سیدھی بات کے ہیں۔

قرآن مجید میں اللہ تعالیٰ فرماتا ہے :۔

وَمَنْ یُّؤْتَ الْحِکْمَۃَ فَقَدْ اُوْتِیَ خَیْرًا کَثِیْرًا ط (البقرہ: ۲۶۹)

جسے حکمت نصیب ہو جائے اُسے بہت بڑی بھلائی مل گئی۔

قرآن مجید میں متعدد مقامات پر انبیاء علیہم السلام کو حکمت دئے جانے کا ذکر ہے۔ داؤد علیہ السلام آلِ ابراہیم، حضرت عیسیٰ علیہ السلام، حضرت لقمان علیہ السلام اور سید الانبیاء آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو حکمت کے دئے جانے کا ذکر ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے حکمت سکھانے کا ذکر قرآن مجید میں کئی مقامات پر آیا ہے۔ آپ نے اپنے بعض صحابہؓ کو حکمت عطا ہونے کے لئے خدا سے دعا بھی کی۔

دُنیا میں دانشوروں اور خردمندوں نے حکمت کی کتنی باتیں کیں۔ اُن کے پُر حکمت فقرے اہلِ دُنیا نے سونے کے حروف سے لکھے۔ لوہے اور پتھر کی لاٹوں پر لکھے۔ بلند و بالا ایوانوں کی دیواروں اور پیشانی پر لکھے۔

عقل اگر بھٹک نہ جائے تو اِس کے نتائج اور تجربات کا ماحصل بھی درست اور ٹھیک ہوتا ہے اور ایک نظریہ تو یہ بھی ہے کہ فطری شاعروں، فطری حکماء، فطری مقررین کے دل اور فطرت میں یہ عطیہ خداوندی ہی ہوتا ہے۔ یہ خدا کی دین ہے جسے چاہے دے دے۔ ذٰلِکَ فَضْلُ اللّٰہِ یُؤْتِیْہِ مَنْ یَّشَآءُ ط (الحدید: ۲۱)

لیکن اگر عقل اور فطرت مسخ ہو جائے تو دُنیا کو بہت غلط اور مُہلک نظریے بھی ان کی بدولت مل جاتے ہیں۔ لیکن خدا سے علم و خرد پانے والے، اُس سے رہنمائی حاصل کرنے والے خدا کے بندے دُنیا کو جو خرد عطا کرتے ہیں وہ سرتاپا دانش اور حکمت ہی ہوتی ہے۔ اِس کی مثال ہمیں مکتب محمد صلی اللہ علیہ وسلم میں ملتی ہے جس نے زانوئے تلمذ آپ کے سامنے تہ کئے اُس نے حکمت و دانائی سے اپنی جھولیاں بھر لیں۔

صرف پہلے چار خلفاء پر ہی نظر ڈالیں معلّمِ حکمت سے حکمت سیکھنے کے بعد آج کی مہذب اور تعلیمیافتہ دُنیا میں بھی اُن کے اقوال و افعال کی مثالیں دی جاتی ہیں۔

سیّدنا حضرت ابوبکرؓ جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی وفات پر غم سے نڈھال تھے انہوں نے خلافت کے قیام کے موقع پر تقیفہ بنو ساعدہ میں جس حکمت سے کلام کیا اُس سے انصار اور مہاجر دونوں مطمئن ہو گئے اور عکاظ کے نامور خطیب سیّدنا عمر فاروق فرماتے ہیں مَیں موقع کی مناسبت کے لحاظ سے اپنے خیالات کو مجتمع کر کے گیا تھا بخدا حضرت ابوبکرؓ نے وہ سب کچھ بہترین طریق پر بیان کیا جو میرے دل میں تھا۔

سیّدنا عمرؓ کی حکمرانی کی مثالیں تو غیر مسلم بھی دیتے ہیں۔ آپ کا ایک پُر حکمت قول ملاحظہ ہو فرماتے ہیں میرے نزدیک عہدہ کا مستحق وہ شخص ہے جب تک وہ عہدہ دار نہ ہو تو وہ یہ سمجھتا ہو کہ مَیں عہدہ دار ہوں یعنی اپنی مسئولیت اور ذمہ داری کی وجہ سے لیکن جب اُسے عہدہ دیا جائے تو وہ اپنے آپ کو عہدہ دار نہ سمجھے یعنی انانیت اور کبر کا شکار نہ ہو جائے۔

سیّدنا حضرت علیؓ کے اقوال نہج البلاغہ میں مطالعہ کریں خدا کا یہ عابد و زاہد خلیفہ کس طرح عمرو بن عاص کی قرآن نیزوں پر بلند کرنے کی چال کو سمجھ گیا لیکن انہوں نے ایک نہ سُنی۔

سیّدنا حضرت عثمانؓ نے اپنی شہادت سے پہلے اُمّت کو جو انتباہ کیا تھا وہ کس طرح حرف بحرف پُورا ہوُا۔ آپ کے حکیمانہ اقوال کو ایک چھوٹے سے رسالہ میں حمص کے مکتبہ اندلس نے بھی جمع کیا ہے۔ بعض اقوال کا ترجمہ درج ذیل ہے: "موت کا ذکر دل کو جلاء عطا کرتا ہے"، "کمزوروں سے ملنا جُلنا خاکساری کی علامت ہے"۔ "دل کی روشنی حلال خوری میں ہے"۔ "لمبی بات کرنا کلام کا عیب ہے"۔ "جس طرح تو رزق کو تلاش کرتا ہے رزق بھی تجھ کو تلاش کرتا ہے"۔

اہلِ دانش دانشمندوں اور حکیموں کے اقوال کو حفظ کرتے ہیں۔ ان کے فقروں کو ماٹو اور مشعلِ راہ بناتے ہیں۔ یقیناً ان کے اقوال میں ان کی زندگی کا نچوڑ اور تجربہ ہوتا ہے۔ ان کی حکمت اُن سے آشکار ہوتی ہے لیکن ان کی افکار کی لغزشں کے کرشمے بھی ہمیں نظر آتے ہیں۔ اس کے لئے ایک مثال کافی ہوگی

فاتح عالم نپولین کا یہ نقرہ کہ "میری لغت میں رحم کا لفظ نہیں"۔ اور آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے اقوال و افعال کا موازنہ کیجئے جب مُشرکینِ مکّہ آپ کے رحم و کرم پر تھے۔ اور اِس فقرہ پر غور کیجئے عَفوُ المُلوکِ اِبقاءُ لِلمُلکِ کہ بسا اوقات بادشاہوں کا معاف کر دینا سلطنت کو بچا جاتا ہے۔ ضرورت ہے کہ خردمندوں اور دانشوروں کو اُن کے اقوال سے روشناس کرایا جائے جن کی حکمت کا مصدر اور سرچشمہ خدا کی ذات ہے۔

اِنسانی فطرت کے بارہ میں اُس حکیم خدا کے پُرحکمت فقرات ملاحظہ ہوں :-

(۱) لَقَدْ خَلَقْنَا الْاِنْسَانَ فِیْ کَبَدٍ ○ (البلد: ۴) ہم نے انسان کو رہینِ محنت بنایا ہے۔

(۲) اِنَّ الْاِنْسَانَ خُلِقَ ھَلُوْعًا ○ (المعارج: ۱۹) انسان کی خلقت میں تلوّن یا بے صبری ہے۔

(۳) وَکَانَ الْاِنْسَانُ قَتُوْرًا ○ (الاسراء: ۱۰۰) انسان بڑا ہی کنجوس ہے۔

(۴) وَاُحْضِرَتِ الْاَنْفُسُ الشُّحَّ ط (النساء: ۱۲۸) لوگوں کے دلوں میں بُخل پیدا کر دیا گیا ہے۔

(۵) خُلِقَ الْاِنْسَانُ مِنْ عَجَلٍ ط (الانبیاء: ۳۷) انسان فطرتاً جلد باز ہے۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے پُرحکمت موتیوں کو اُمّت نے جمع کیا۔ ملاحظہ ہو اَلبَلاءُ مُوَکَّلٌ بِالْمَنْطِق۔ کئی مصیبتیں اور آزمائشیں زبان کھولنے کا نتیجہ ہوتی ہے۔ اَلنَّاسُ مَعَادِنٌ۔ لوگ کانوں کی طرح ہیں۔ کوئی نرا سونا ہے۔ کہیں سے کوئلہ برآمد ہوتا ہے۔ وغیرہ

انصار بزرگوں کو چاہیئے کہ خدا کے پیاروں کے اقوال بچّوں کو یاد کرائیں۔ حضرت بانیٔ سلسلہ کی کتب میں ایسے ایسے پُرحکمت فقرات ہیں کہ ایک ایک فقرہ پہروں غور و فکر کی دعوت دیتا ہے۔ زندگی کی شاہراہ پر وہ ہماری راہنمائی کرتا ہے۔ وہ ہمارا مطمحِ نظر ہو تو دین و دُنیا سُدھر جائیں۔ غور فرمائیں۔ چند فقرات پیشِ خدمت ہیں :-

"ہر ایک نیکی کی جڑ تقویٰ ہے" "کوئی آفت زمین پر پیدا نہیں ہوئی جب تک آسمان سے حُکم نہ ہو" "جو اُس کے لئے آگ میں ہے وہ آگ سے نجات پائے گا" "زمین تمہارا کچھ نہیں بگاڑ سکتی اگر تمہارا آسمان سے پختہ تعلق ہے" "تم سچ مچ اُس کے ہو جاؤ تا وہ بھی تمہارا ہو جائے" "بدکار خدا کا قُرب حاصل نہیں کر سکتا"

پس اپنے دامن دانش و حکمت سے بھر لیجئے کہ اس کا اصل وارث صاحبِ ایمان ہی ہے۔حدیث ہے کَلِمَۃُ الْحِکْمَۃِ ضَالَّۃُ الْمُؤْمِنِ اَخَذَھَا حَیْثُ وَجَدَھَا۔ایک روایت میں اَخَذَھَا کی جگہ یَلْتَقِطُھَا بھی آیا ہے کہ حکمت کی بات مومن کی گمشدہ متاع ہے جہاں سے ملے اسے لے لے۔

خدا کے حکیم بندوں سے حکمت و دانش سیکھئے کہ حقیقی معنوں میں دانش اور حکمت یہی ہے۔انکی پیروی سعادتِ دارین کا موجب ہے۔ ؎

اے کہ خواندی حکمتِ یونانیاں ❖ حکمتِ ایمانیاں راہم بخواں

زندہ باد — خنساء

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے صحابہ کرام رضوان اللہ علیہم اجمعین کے متعلق فرمایا:۔

اَصْحَابِیْ کَالنُّجُوْمِ بِاَیِّھِمُ اقْتَدَیْتُمْ اِھْتَدَیْتُمْ

میرے صحابہ ستاروں کی مانند ہیں جس کی بھی پیروی کروگے راہنمائی حاصل کروگے۔

بخدا سب سے بہتر شاگرد وہ تھے جنھوں نے مکتبِ محمد صلی اللہ علیہ وسلم سے درس لئے۔وہ اِس دُنیا کے آسمان اور اُخروی دُنیا کے آسمان پر ہمیشہ چمکتے دمکتے رہیں گے۔ان کی چمک کبھی ختم نہ ہونیوالی ہے۔اُمّت ان ستاروں سے راہنمائی لیتی رہے گی۔ایک ستارہ کی جھلک ملاحظہ ہو۔

حضرت خنساء ایک نہایت بلند پایہ شاعرہ تھیں۔ایک جنگ میں (اسلامی جنگ نہیں تھی) ان کے بھائی صخر قتل ہوگئے۔بہن اپنے مرحوم بھائی کی جُوتی دوپٹے میں لپیٹ لیتی اس سے اپنا مُنہ پیٹتی اور شعر کہہ کر خود روتی لوگوں کو رُلاتی ؎

یُذَکِّرُنِی طُلُوْعُ الشَّمْسِ صَخْرًا ❖ وَاَذْکُرُہٗ بِکُلِّ غُرُوْبِ شَمْسٍ

کہ سُورج طلوع ہوتا ہے تو مجھے صخر یاد آتا ہے۔غروب ہوتا ہے تو مجھے اپنا بھائی فخر یاد آتا ہے۔

۸ھ ہجری میں مسلمان ہوگئیں تو ایک بار دربارِ نبویؐ میں شعر سُنائے۔اِس کے شعر آج بھی مولوی فاضل کے نصاب میں شامل ہیں۔نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا خنساء اَور سُناؤ۔

اِتفاق کی بات ہے کہ بھائی کے بعد خاوند بھی فوت ہوگئے۔اس نے اپنے چار بیٹوں عبداللہ، معاویہ، یزید، عمر۔عبداللہ رواحہ کے بیٹے تھے جبکہ مؤخر الذکر تینوں دوسرے خاوند مرداس سے تھے۔کو بڑی ہمت اور محنت سے پالا۔اب پیرانہ سالی میں یہی اس کی امید اور سہارا تھے۔سیّدنا حضرت عمر فاروقؓ کے زمانہ میں جب ایران و شام کی فتوحات ہوئیں ۱۶ھ ہجری کا واقعہ ہے کہ قادسیہ کا قلعہ کئی دن تک اڑا رہا مشرک

بھی جان توڑ کر لڑ رہے تھے۔ اگلی صبح جب مسلمانوں نے قلعہ پر فیصلہ کُن یلغار کرنی تھی تو اس رات خنساء نے اپنے بچوں کو بُلایا اور کہا:۔

"اے میرے بیٹو! تم نے اپنی خوشی سے اسلام قبول کیا اور ہجرت کی قسم ہے اُس ذات کی جس کے علاوہ کوئی اور معبود نہیں۔ تم ایک ہی شخص کے اور ایک ہی عورت کے بیٹے ہو۔ مَیں نے تمہارے حسب و نسب کو عار نہیں آنے دی۔ بیٹو! یہ یاد رکھو کہ آخرت کا گھر فانی گھر سے بہتر ہے۔ پھر قرآن مجید کی آیت پڑھی اِصْبِرُوْا وَصَابِرُوْا وَرَابِطُوْا وَاتَّقُوا اللّٰهَ لَعَلَّكُمْ تُفْلِحُوْنَ کہ صبر کرنا۔ صبر کی تلقین کرنا اور دلوں کو مضبوط رکھنا۔ یا کندھے سے کندھا ملا کر لڑنا۔ خدا کا تقویٰ اختیار کرنا تاکہ تم کامیاب ہو۔ جب دیکھو کہ گھمسان کا رَن پڑ گیا ہے اور لڑائی کی آگ کے شعلے بلند ہو گئے ہیں تو لڑائی کے تنور میں کُود جانا۔ تم ہمیشہ ہمیشہ کی زندگی پا جاؤ گے۔"

(الخنساء از ڈاکٹر محمد جابر عبد العالی الحسینی صفحہ ۸۸، ۸۹)

صبح ہوئی تو خنساء کے بیٹے رجزیہ اشعار اور ماں کی وصیّت دُہراتے آگے بڑھے۔ چاروں بیٹے اس معرکہ میں کام آ گئے لیکن قادسیہ کے قلعہ پر شام سے پہلے پہلے اسلامی جھنڈا لہرا چکا تھا۔

خنساء کو جب اُس کے بچوں کی شہادت کی خبر ملی تو بوڑھی خنساء جس نے بھائی کی وفات کا صدمہ سہا، جس کا سہاگ اُجڑ چکا تھا، جس کا سہارا یہی چار شیروں جیسے بیٹے تھے، نے کہا:۔

خدا کا شکر ہے جس نے مجھے بیٹوں کی شہادت کا شرف عطا فرمایا۔ مجھے اپنے خدا سے امید ہے کہ وہ مجھے اپنی رحمت کی آغوش میں اُن کے ساتھ اکٹھا کرے گا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی پاک صحبت کے دو سال میسّر ہوئے۔ حضرت عمرؓ کے کہنے پر بھائی کے ماتم سے بھی رُک گئیں۔ اِس صاحبِ ایمان نے یہ سمجھا تھا کہ ہر چیز خدا کی دین ہے۔ اس کی راہ میں کام آ جائے تو شکر اور سعادت کا مقام ہے۔ اللّٰھم صلّ علیٰ محمّدٍ واٰل محمّد۔ زندہ باد۔ خنساء

كُلُّ مَنْ عَلَيْهَا فَانٍ

حضرت اقدس بانیٔ سلسلہ کے نواسے، حضرت نواب مبارکہ بیگم صاحبہ کے لختِ جگر، حضرت نواب محمد علی خاں صاحب کے فرزندِ ارجمند نواب زادہ مسعود احمد خاں ۱۴ جولائی ۱۹۸۴ء کو صبح چار بجے اکہتر سال کی عمر میں اِس دُنیائے فانی سے عالمِ جاودانی کی طرف رحلت فرما گئے۔ انّا للّٰہ وانّا الیہ راجعون۔

محترم نواب صاحب ایک عرصہ سے دل کی تکلیف میں مبتلا تھے۔ کچھ عرصہ قبل علاج کی غرض سے بیرونِ

پاکستان بھی تشریف لے گئے۔ لیکن موت کا ایک وقت مقرر ہے اور جب وہ وقت آگیا آپ داعیٔ اجل کی آواز پر لبیک کہتے ہوئے اُس کے حضور حاضر ہوگئے۔ کُلّ من علیھا فان ویبقی وجہ ربّک ذوالجلال والاکرام۔

محترم نواب صاحب ایک انسان دوست اور درویش صفت انسان تھے۔ خاکسار کو ایک موقع پر رات کے وقت اپنی ایک عزیزہ کو سینٹ رافیل ہسپتال فیصل آباد لے جانے کے لئے موٹر کی ضرورت پیش آئی۔ محترم نواب صاحب نے نہ صرف یہ کہ موٹر دی بلکہ اپنے بچے واقفِ زندگی کو ہمارے ساتھ بھجوایا۔ عزیزہ کے اپریشن کے بعد قریباً آدھی رات کو ہم واپس لوٹے۔ محترم نواب صاحب نے اس موقع پر جو سلوک مجھ سے کیا وہ مجھے ہمیشہ یاد رہے گا۔ اِس واقعہ کو آج چودہ سال ہو رہے ہیں لیکن نواب صاحب کا احسان نہیں بھولا۔

محترم نواب صاحب نے اپنے چھوٹے بچے منصور احمد خاں کو بی۔ ایس سی کروانے کے بعد وقف کیا اور راقم الحروف گواہ ہے کہ نواب صاحب ہمیشہ اِس بچے کے وقف پر ناز فرماتے۔ جب ملتے اس کا ذکر فرماتے۔ دعا کی تاکید کرتے۔ اس کی خدماتِ سلسلہ پر خوشی کا اظہار فرماتے۔ ہر ملنے والے سے خندہ پیشانی سے ملتے۔ دلجوئی فرماتے۔

آپ کے دونوں بچوں میں باپ کی شرافت، نجابت کا اثر نمایاں ہے۔

ہم جہاں محترم نواب صاحب کی وفات پر اُن کی بیگم صاحبہ۔ دونوں بچوں محترم منصور خاں صاحب، محترم مودود خاں صاحب، تینوں بچیوں محترمہ نصرت جہاں صاحبہ، محترمہ امۃ الواسع رعنا صاحبہ، محترمہ امۃ الناصر بیگم صاحبہ، محترمہ حضرت نواب امۃ الحفیظ بیگم صاحبہ اور خاندان کے افراد سے دِلی تعزیت کا اظہار کرتے ہیں وہاں بدرگاہِ ربّ العزّت سے ملتجی ہیں کہ وہ نواب صاحب کے درجات بلند فرمائے۔ اُن کے پسماندگان کو صبرِ جمیل عطا فرمائے۔ ہمیں کراچی اور دوسری جماعتوں کی طرف سے بھی تعزیت کی قرار دادیں موصول ہو رہی ہیں۔

"صحابہؓ کے نمونوں کو اپنے سامنے رکھو دیکھو انہوں نے جب پیغمبرِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم کی پیروی کی اور دین کو دُنیا پر مقدّم کیا تو وہ سب وعدے جو اللہ تعالیٰ نے اُن سے کئے تھے پورے ہوگئے۔ ابتداء میں مخالف ہنسی کرتے تھے کہ باہر آزادی سے نکل نہیں سکتے اور بادشاہی کے دعوے کرتے ہیں لیکن رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی اطاعت میں گُم ہو کر وہ پایا جو صدیوں سے ان کے حصّہ میں نہ آیا تھا۔" (ملفوظات جلد اوّل ص۱۵۷)

ایک عجیب توارد

(مکرم مرزا عبد اللطیف صاحب سرائے عالمگیر)

خدا تعالیٰ اپنے مقبول بندوں کی زبان سے بعض اوقات ایسی باتیں نکلوا دیتا ہے کہ عالمِ موجودات میں ان کا عملی ظہور انسانی مشاہدے میں آتا ہے اور یہ ایک عجیب توارد ہوتا ہے۔ محترم چوہدری عبد الحق صاحب کیپٹن ریٹائرڈ صدر جماعتِ احمدیہ گرڑھاں جٹاں نزد سرائے عالمگیر ضلع گجرات کا بیان ہے کہ مَیں عرصہ دو ایک سال ہوئے حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کی تصنیف "حیاتِ قدسی" کا مطالعہ کر رہا تھا جس میں مولانا موصوف نے تحریر فرمایا ہے کہ مَیں ایک دفعہ بسلسلہ دورہ ملتان گیا اور محترم چوہدری محمد حسین صاحب مرحوم (اللہ تعالیٰ ان سے راضی ہو) کے ہاں رہائش پذیر تھا کہ محترم چوہدری صاحب کی بیگم صاحبہ نے مجھ سے درخواستِ دعا کی کہ "مولوی صاحب میرا یہ بیٹا عبد السلام باتیں نہیں کرتا آپ دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ میرے اس بچہ میں قوّتِ گویائی پیدا کرے۔" اس پر حضرت مولوی صاحب نے فرمایا "فکر نہ کریں آپ کا یہ بچہ اِتنا بولے گا کہ ساری دُنیا سُنے گی۔"

محترم چوہدری عبد الحق صاحب کا بیان ہے کہ مَیں جب یہ عبارت پڑھ رہا تھا تو اس وقت ریڈیو پر خبروں کا وقت تھا مَیں نے بی بی سی لندن سے خبریں سُننے کے لئے سوئچ آن کیا تو پہلے الفاظ جو میرے کانوں نے سُنے وہ یہ تھے۔ اناؤنسر اعلان کر رہا تھا

"اب مشہور سائنسدان ڈاکٹر عبد السلام صاحب سائنس کے موضوع پر اپنے خیالات کا اظہار کریں گے۔"

یہ ایک عظیم قدرتی توارد ہے جس سے پتہ چلتا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے عجائبات پُر حکمت ہوتے ہیں کہ جب وہ عالمِ ظہور میں آتے ہیں تو ان سے نہ صرف اللہ تعالیٰ کی ہستی کا پتہ چلتا ہے بلکہ اہلِ ایمان کے ایمان و یقین میں نمایاں اضافہ ہوتا ہے جیسا کہ حضرت مولانا غلام رسول صاحب راجیکی کی زبانِ فیض ترجمان سے مذکورۂ بالا کلمہ جاری ہوا ویسا ہی عملاً ظہور میں آیا اور آج دُنیا کے مختلف ملکوں میں ڈاکٹر عبد السلام صاحب کو بحیثیت عالمی سائنسدان ہونے کے ایک خاص شہرت حاصل ہے۔ فالحمد للہ علیٰ ذٰلک۔

قدرت سے اپنی ذات کا دیتا ہے حق ثبوت
اس بے نشاں کی چہرہ نمائی یہی تو ہے

آداب و اخلاق

بیوگان اور یتامیٰ کی خبر گیری

صفوان بن سُلیم روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا بیوگان اور مساکین کی خبرگیری ایسے ہی ہے جیسے خدا کی راہ میں جہاد کرنے والا یا اُس شخص کی مانند جو دن کو روزہ رکھتا اور رات کو عبادت کرتا ہو۔

یہ حدیث جہاں خدمتِ خلق اور معاشرہ کے بے سہارا طبقہ کی خدمت کا اجر واضح کرتی ہے وہاں اِس کی اہمیت بھی بیان کرتی ہے ـــــ عبادت اگر خدا کا قُرب نصیب کرتی ہے تو خدا کی مخلوق کی خدمت بھی خدا کے قُرب کے حصول کا موجب ہے۔

لیکن ضرورت اِس امر کی ہے کہ یتیم خانوں کا قیام کسبِ رزق کا موجب نہ سمجھا جائے اِسے قومی فرض سمجھ کر، خدا اور رسولؐ کا حکم سمجھ کر اِس پر عمل کیا جائے۔ قرآنِ مجید میں بار بار یتامیٰ کی خبرگیری کی طرف توجہ دلائی گئی ہے۔ معاشرہ کی صحت مندی کا راز یہ ہے کہ اس کا کوئی طبقہ محروم المعیشت اور بے سہارا نہ ہو۔ یتامیٰ اور بیوگان کی بہبود اور خبرگیری خدا کی رضا کا موجب سمجھ کر کی جائے۔

خندہ پیشانی

معاشرہ میں خوشیاں بکھیرنے کے لئے ضروری ہے کہ چہروں پر مُسکراہٹ ہو۔ چہرے پھولوں کی طرح کھلے ہوئے ہوں نہ کہ عبوسًا قمطریرًا کی تفسیر بنے ہوئے ہوں۔ جبینوں پر سلوٹیں ہوں۔ بھویں سمٹی ہوئی ہوں مُنہ پھولے ہوئے ہوں۔ زبانیں انگارے برسا رہی ہوں۔

اِس باب کے تحت امام ترمذی علیہ الرحمۃ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی ایک حدیث لائے ہیں۔ جابر بن عبداللہ روایت کرتے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

ہر بھلائی نیکی ہے اور یہ بھی بھلائی ہے کہ تُو اپنے بھائی کا سامنا خندہ پیشانی سے کرے اور یہ کہ اپنے ڈول سے اپنے بھائی کے برتن میں کچھ انڈیل دے۔

اِس حدیث پر غور کیجیئے نیکی کا میدان کتنا وسیع ہے۔ صرف تسبیحات اور ذکر الٰہی یا نوافل کی ادائیگی نیکی نہیں متبسّم چہرہ سے اپنے بھائیوں سے ملنا یا ان کا سامنا کرنا بھی نیکی میں شامل ہے۔ اِس میں کوئی خرچ نہیں ہوتا۔ اِنسان کی اپنی طبیعت پر بھی اچھا اثر پڑتا ہے چہرہ خنداں رہے۔ ظاہر کا اثر باطن پر بھی پڑتا ہے۔ چڑچڑی طبیعت، تُرش رُوئی، سخت کلامی آپ کے احباب کے حلقہ کو کم کرتی ہے ہوسکتا ہے کہ آپ کی خندہ پیشانی دشمن کو بھی دوست بنا دے۔ ایک عرب شاعر کہتا ہے ؎

اِلْقَ الْعَدُوَّ بِوَجْہٍ لَاقُطُوْبَ لَہٗ
لِکَادُ اَنْ یَّقْطُرَ مِنْ مَاءِ الْبَشَاشَۃِ

کہ دشمن کو بھی خندہ پیشانی سے ملئے ہوسکتا ہے کہ اِس کے نتیجہ میں اُس سے بھی بشاشت کا پانی ہی ٹپکے۔

سچّائی اور جُھوٹ

جُھوٹ کو بُرائیوں کی جڑ کہا گیا ہے۔ اِس کی ایک وجہ تو یہ ہے کہ ایک بار جُھوٹ بول کر اُسے قائم رکھنے کے لئے بار بار جُھوٹ بولنا پڑتا ہے۔ ایک بار ایک شخص آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہؤا، اِسلام قبول کیا اور عرض کیا کہ مجھ میں بہت کمزوریاں ہیں مجھے کوئی ایک بات ارشاد فرمایئے اُس پر عمل کروں گا۔ آپؐ نے فرمایا وعدہ کرو جُھوٹ نہیں بولوگے۔ اُس نے یہ وعدہ کیا اور پھر اس کے نتیجہ میں ہر بُرائی سے بچنے کی توفیق مل گئی کہ جب کسی بُرائی کا ارادہ کرتا سوچتا کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پوچھیں گے کیا تم نے فلاں امر کا اِرتکاب کیا۔ سچ بولوں گا تو حد یا تعزیر عائد ہوگی۔

اِس باب کے تحت امام صاحب مشہور صحابی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کی حدیث لائے ہیں کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سچ کو اختیار کرو کیونکہ سچ کے نتیجہ میں نیکی کی توفیق ملتی ہے اور نیکی جنّت میں لے جاتی ہے آدمی سچ بولنے پر مداومت کرتا ہے سچ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ اللہ کے حضور صدّیق لکھا جاتا ہے اور جُھوٹ سے پرہیز کرو کیونکہ جھوٹ بدکاری و بدعملی پر منتج ہوتا ہے اور بدکاری جہنّم میں لے جاتی ہے۔ جو بندہ ہمیشہ جُھوٹ بولتا ہے وہ جھوٹ کی تلاش میں رہتا ہے یہاں تک کہ خدا کے حضور کذّاب لکھا جاتا ہے۔

دوسری حدیث حضرت ابنِ عمرؓ سے اِس باب میں مروی ہے۔ آپ روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا جب بندہ جُھوٹ بولتا ہے تو فرشتہ اس جھوٹ کی بدبُو کی وجہ سے ایک میل دُور چلا

جاتا ہے۔
بدی کا ایک نتیجہ ہوتا ہے۔ جھوٹا انسان ایسی بُری شہرت میں گرفتار ہوتا ہے کہ اچھے لوگ اُس سے نفرت کرنے لگ جاتے ہیں۔ نیک شہرت خوشبو کی طرح پھیلتی ہے تو بدشہرت بدبو کی طرح۔ اور جھوٹے سے لوگ دُور رہنے لگتے ہیں۔ اعاذنا اللہ منہ۔

سخت گوئی

نرم روی، نرم گفتگو لوگوں کے دل موہ لیتی ہے جبکہ سخت کلامی کرنے والے سے لوگ بدکتے اور نفرت کرتے ہیں۔ ایک بار آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے جنّت کے مکانوں کی صفائی کی تعریف کی تو ایک بدّو نے پوچھا یہ کن لوگوں کو دئے جائیں گے۔ فرمایا لِمَنْ اَطَابَ الْکَلَامَ جس نے پاکیزہ، اچھی گفتگو کی۔

اِس باب میں آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے گھر میں تربیت پانے والے صحابی حضرت انسؓ روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

سختی قول میں ہو یا عمل میں اُسے عیب دار کرتی ہے اور حیاء جس میں ہو اُسے مزیّن کرتی ہے خواہ قول میں ہو یا عمل میں۔

دوسری حدیث حضرت عبداللہ بن عمرو سے مروی ہے کہ رسولِ خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

تم میں سے بہتر وہ ہے جس کے اخلاق اچھے ہیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی نہ طبیعت میں سختی تھی نہ آپ تکلّفاً سختی فرماتے۔

لعن وطعن

حدیث کے سبق میں ہمارے استاد مولانا ابراہیم صاحب بلیانوی شاگرد مولانا محمود الحسن صاحب ایک مصرعہ پڑھا کرتے تھے ؎

وَلَا یَزِیْدُ فِی اللَّعْنِ الاِمْکْثَارُ

کہ بکواس ہی زیادہ لعن وطعن کرتا ہے۔ پاک زبان، شستہ مذاق اللہ کا فضل ہے۔

سمرۃ بن جندب روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا:

کہ لوگوں پر خدا کی لعنت کی دعا نہ کرو نہ اس کے غضب کی بد دعا کرو نہ کسی کو جہنّم میں

دھکیلے جانے کی دعا کرو۔

شارحین حدیث نے لکھا ہے کہ کسی خاص پر تو لعنت قرآن نے بھی کی ہے جیسے یہود اور کافروں پر کہ فرمایا لَعْنَةُ اللّٰهِ عَلَى الْكَافِرِيْنَ۔ لیکن عام لوگوں پر لعنت اور خدا کے غضب اور جہنم رسید ہونے کی دعا نہ کرو۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم فرماتے ہیں :

مومن زیادہ لعن وطعن نہیں کرتا۔ یہاں صیغہ مبالغہ کا ہے۔ نہ سخت گو اور سخت عمل ہوتا ہے نہ بیہودہ گوئی کرتا ہے۔

زبان کو قابو میں رکھنے کی حدیث میں بہت تاکید آئی ہے۔ ایک بار ایک صحابی ؓ نے پوچھا یا رسول اللہ نجات کیسے ہو سکتی ہے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :

اَمْسِكْ عَلَيْكَ لِسَانَكَ

اپنی زبان کو قابو میں رکھ۔ اپنے گناہوں پر گریہ وزاری کر۔ اپنے گھر میں بیٹھ کہ انسان گھر سے باہر نکلتا ہے تو بعض اوقات مُبتلائے آلام ہو جاتا ہے اس لئے فقہاء نے کہا قاضی ہو سکے تو بازار نہ جائے۔

ایک بار ایک شخص نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کی موجودگی میں ہوا پر لعنت کی آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں ہوا پر لعنت بھیجتے ہو یہ تو مامور ہے جیسے حکم ملا اِس نے کیا۔ فرمایا جو غیر مستحق پر لعنت کرتا ہے لعنت لوٹ کر اُسی پر آتی ہے۔

حسب ونسب کا علم

حضرت ابوہریرہ ؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا :-

اپنے نسب اور اقارب کا علم حاصل کرو کیونکہ صلہ رحمی سے رشتہ داروں کی باہم محبت بڑھتی ہے۔ مال بڑھتا ہے۔ عمر میں برکت ہوتی ہے۔

ہماری زبان کا محاورہ ہے کہ اکیلا تو خدا جنگل میں درخت کو بھی نہ کرے۔ خاندانوں کی عظمت افراد کی کثرت میں بھی ہوتی ہے۔ بیچارے کلالہ کی بھی کیا زندگی ہوتی ہے۔

بھائی کی عدم موجودگی میں دعا

مُنہ پر تو سارے ہی پیار کا اظہار کرتے ہیں اور صدقے قربان جاؤں کی مالا جاپتے ہیں (باقی صفحہ ۲۴ پر)

ربوہ — ذاتِ قرار

نہ اِس جا گھاس اُگتی تھی۔ نہ تھی روئیدگی کوئی
نہ تھی سبزے میں کوئی تازگی بالیدگی کوئی

بھیانک خشک اور کالی چٹانیں تھیں یہاں ہر سُو
کسی ویران سے آنگن کا ہوتا تھا گماں ہر سُو

نہ ہوتا تھا یہاں "ذی زرع وادی" کا گماں کوئی
نہ دہقاں تھے۔ نہ کھیتی تھی۔ نہ تھا آبِ رواں کوئی

چٹانیں آگ اُگلتی تھیں۔ زمیں تھی سنگلاخ اِس جا
ہمیشہ خاک اُڑتی تھی۔ بگولوں کا یہ مسکن تھا

یہاں سے قافلے والے بھی کترا کر گزرتے تھے
مگر جب بھی گزرتے تھے وہ گھبرا کر گزرتے تھے

نہ کوئل کوکتی تھی اور نہ چڑیوں کی چہک اِس جا
نہ پھولوں کی تھی خوشبو اور نہ کلیوں کی مہک اِس جا

گزرنے سے اِدھر ابرِ بہاراں ہچکچاتا تھا
وہ اپنے آپ کو ایسے بیاباں سے بچاتا تھا

گماں ہوتا تھا قرنوں سے یہ عفریتوں کا ڈیرا ہے
جدھر دیکھو ہے خاموشی۔ جدھر دیکھو اندھیرا ہے

پھر اک دن مصلح موعود نے ڈیرا یہاں ڈالا
ہوئی پل بھر میں یہ بنجر زمیں رشکِ گل و لالہ

اُدھر ہونے لگی تھیں عرش پر سرگوشیاں باہم
یہ کون آیا ہے لہراتا ہؤا توحید کا پرچم

یہ کون آیا ہے جس کے منتظر تھے لوگ صدیوں سے
یہ کون آیا جہاں کو پاک کرنے ساری بدیوں سے

یہ کون آیا ہے جس کے آتے ہی ساری فضا بدلی
یہ کون آیا ہے آکر نُور کی برسا گیا بدلی

وہ کیف و وجد میں پڑھتا ہؤا صلِّ علیٰ آیا
علاجِ دردِ دل اور دافعِ رنج و بلا آیا

یہی ہے وہ بشیرالدین احمد فیض سے جس کے
جہاں بدلا۔ زماں بدلا۔ زمین و آسماں بدلے

یہی ہے ثانیہ قدرت کا لوگو مظہرِ ثانی
اِسے کرنی ہے اِس دُنیا میں اب دیں کی جہانبانی

ندا آئی کہ محمودِ اُولوالعزم و جلال آیا
جہاں کی رُستگاری کو وہ مردِ باکمال آیا

مقدّر ہے کہ یہ وادی بنے دارالاماں اِک دن
بنے چھوٹی سی یہ بستی مثیلِ قادیاں اِک دن

پُرانی داستاں دوہرائی جائے گی یہاں اک دن
نئے تخلیق ہونے ہیں زمین و آسماں اِک دِن
یہاں زیرِ زمیں پانی بھی نمکیں اور کھارا تھا
یہاں بسنے کی ہمت تھی کسی کو اور نہ یارا تھا
جہاں پر مصلح موعود نے اپنا عصا مارا
زمیں سے پھوٹ نکلا آبِ شیریں کا وہاں دھارا
ندائے نعرۂ اللہ اکبر چار سُو گونجی
یہ شرق و غرب تک۔ قریہ بقریہ کُو بکُو گونجی
خدا کے حُکم سے گونجی یہ دُنیا کے کناروں تک
فلک تک مہر و ماہ و مُشتری تک۔ اور ستاروں تک
ہمالہ کی بلندی تک زمیں کے ریگزاروں تک
پہاڑوں جنگلوں تک۔ بحر و بر تک۔ کوہساروں تک
چمن زاروں بہاروں تک۔ گلوں تک گلستانوں تک
فلک کی انتہاؤں تک زمیں سے آسمانوں تک
دماغوں تک دِلوں تک فطرتوں تک یہ ندا پہنچی
خلاؤں تک فضاؤں تک یہ پہنچی برملا پہنچی
سویڈن ناروے۔ اسپین تک ہالینڈ تک پہنچی
یہ گُونجی قادیاں سے جب تو پھر انگلینڈ تک پہنچی
یہ دُنیا میں نرالی شان کی اِک خیمہ بستی ہے
جہاں صبح و مسا اِک نُور کی بارش برستی ہے
یہ شمعِ فخرِ دوعالم کے پروانوں کی بستی ہے
اُسی کے عشق میں سرمست مستانوں کی بستی ہے
مقدّر ہے کہ یہ بستی بنے ذاتِ قرار اِک دن
خزاں دیدہ گلستانِ محمدؐ کی بہار اِک دن
یہ تقدیرِ خداوندی ہے ہرگز ٹل نہیں سکتی
کہ اِس تقدیر کے آگے کسی کی چل نہیں سکتی
خدا کے کام انسانوں سے ہرگز رُک نہیں سکتے
جو اُس کے ہیں کسی انساں کے آگے جُھک نہیں سکتے
مسیحِ وقت کی ہر بات پوری ہونے والی ہے
لگی ہے اینٹ جو اس جا وہی تو کونے والی ہے

(خورشید احمد باجوہ۔ اوکاڑہ)

تجدیدِ چندہ

اگر آپ کو دفتر نے چندہ ختم ہونے کی اطلاع کر دی ہے تو براہِ کرم اپنا چندہ پہلی فرصت میں بذریعہ منی آرڈر یا ڈرافٹ بھجوا دیں اور وی پی پی کے چھ روپے کے زائد خرچ سے بچیں۔

(مینیجر ماہنامہ انصاراللہ ربوہ)